فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ القرآن

شرعی کونسل آف انڈیا
(بریلی شریف)

پندرہواں فقہی سیمینار
۱۴۳۹ھ/۲۰۱۸ء

موضوع: ۳

نیلام اور اس کے تحت خریدی گئی اشیاء کا شرعی حکم

پیشکش
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ **محمد اختر رضا خان قادری ازہری** رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

کے

سالانہ فقہی سیمنارز

میں ہونے والے

فیصلہ جات

دیئے گئے لنک پر ملاحظہ کیجئے

https://muftiakhtarrazakhan.com/shareecouncil/

۹۲/۷۸۶

سوال نامہ

نیلام اور اس کے تحت خریدی گئی اشیاء کا شرعی حکم

اہل تجارت اپنی تجارت و کاروبار بڑھانے اور حاجتمند اپنی حاجتوں کو پوری کرنے اور معاشی حالت سدھارنے یا اسے بہتر بنانے کے لئے بینک یا کمپنی یا کسی فرد خاص سے اپنی دکان و مکان، زمین و پلاٹ یا اپنی کوئی قیمتی چیز پر قرض لیتے ہیں، اس سے قرضدار کو آسانی سے قرض مل جاتا ہے اور قرضخواہ بھی مطمئن رہتا ہے کہ عدم ادائیگی قرض کی صورت میں وہ قرضدار کا سامان بیچ کر اپنے روپے وصول کرے گا، مزید بر آں تاوقت ادائیگی قرض اس سے نفع بھی اٹھاتا رہے گا، خواہ لین دین کے اس معاملے میں ان باتوں کی صراحت ہو یا نہ ہو۔ بسا اوقات قرضدار مقررہ وقت پر قرض ادا نہیں کر پاتا یا وہ لا پتہ ہو جاتا ہے ایسی صورت میں قرضخواہ شیٔ مرہون کو اس کی واجبی قیمت یا اس سے کم پر نیلام کر دیتا ہے یا وہ اسے خود ہی رکھ لیتا ہے اور اس پر مالکانہ تصرف کرنے لگتا ہے اور کبھی اس میں بیع در بیع کا سلسلہ بھی جاری ہو جاتا ہے، جبکہ قرضخواہ نہ اس شیٔ مرہون کا مالک ہے اور نہ اسے اس میں اس طرح تصرف کرنے کا حق حاصل ہے اور نہ ہی وہ قرض دار کا وکیل بالبیع ہے اور پھر کیا وکیل بالبیع کو اس کی اجازت ہے کہ وہ بیع کو اس کی واجبی قیمت سے کم پر فروخت کر دے یا خود ہی اسے خرید لے۔

اسی طرح کبھی کوئی کمپنی کسی چیز کا پلانٹ یا کارخانہ لگانے اور اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے لوگوں سے قرض یا شرکت کے بطور روپے اکٹھا کرتی ہے بسا اوقات کمپنی خسارے میں چلی جاتی ہے یا اس کا دیوالیہ ہو جاتا ہے یا اس کے ذمہ داران روپے لے کر فرار ہو جاتے ہیں اور ان کا اتا پتا نہیں مل پاتا، ایسی صورت میں لوگ مقدمہ دائر کرتے ہیں، کیس چلتا ہے اور نتیجتاً گورنمنٹ کمپنی یا اس کے ذمہ داروں کے املاک و اثاثہ کو ان کی واجبی قیمت پر یا عموماً اس سے کم پر نیلام کر دیتی ہے جب کہ یہاں بھی کم پر نیلام کرنے کا فساد اس پر مستزاد ہے۔

ان تمام مسائل پر غور و فکر کرنے اور ان کا شرعی حل نکالنے کے لئے ارباب فقہ و افتاء کی خدمت مندرجہ ذیل سوالات حاضر ہیں، امید ہے کہ حالات کے تناظر میں ان کا تسلی و اطمینان بخش شرعی حل نکال کر قوم و ملت کی رہنمائی فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء

سوالات:

(۱) تجارت کرنے یا اسے فروغ دینے اور معاشی حالت سدھارنے یا اسے بہتر بنانے کے لئے اپنی دکان و مکان، زمین و پلاٹ وغیرہ پر وقتِ حاجت یا بلا حاجت اس طرح قرض لینا شرعا کیسا ہے؟

(۲) کیا نیلام شرعاً بیع ہے؟ اگر وہ بیع ہے تو بیع موقوف ہے یا فاسد یا بیع بالجبر؟ جو بھی ہو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) نیلام میں خریدی گئی اشیاء کا استعمال اور ان کا بیع در بیع کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۴) نیلام کرنے والا خواہ وہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو یا کوئی فرد خاص ہو کمپنی یا اس کے ذمہ داروں کا وکیل بالبیع ہو سکتا ہے اور کیا اسے اشیاء کی واجبی قیمت سے کم پر نیلام کرنے یا خود ہی اسے خرید لینے کی اجازت ہو گی؟

(۵) شیٔ مرہون سے مرتہن کو نفع اُٹھانے کی شرط پر قرض لینا دینا کیسا ہے؟ جبکہ راہن اسے بیچ کر بھی اپنی حاجت پوری کر سکتا ہے۔

جزئیات:

قال اللہ عزوجل: لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل.

وقال: ولا تعاونوا على الاثم والعدوان.

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کل قرض جر منفعة فهو ربا، رواه الحارث فی مسنده عن امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه.

فتح القدیر میں ہے: فی الفتاویٰ الصغری وغیرها ان کان النفع مشروطاً فی القرض فهو حرام والقرض بهذا الشرط فاسد. (ج۶،ص۳۵۶)

الاشباہ والنظائر میں ہے: یکره للمرتهن الانتفاع بالرهن وان اذن له الراهن. (ج۲،ص۱۱۳)

غمز العیون میں ہے: فی الجامع لجد الائمة عن عبد الله بن محمد بن اسلم انه لا یحل له ان ینتفع شیء منه ان اذن له الراهن لانه اذن فی الربا لانه یستوفی دینه فتکون المنفعة ربا. (ج۲،ص۱۱۳)

عقود الدریہ میں محیط سے ہے:

لیس للمرتهن ولا الراهن ان یزرع الارض ولا یواجرها لانه لیس لهما الانتفاع بالرهن. (ج۲،ص۲۵۸)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: محتاج کہ یہ معنی جو واقعی حقیقی ضرورت قابل قبول شرع رکھتا ہو نہ کہ اس کے بغیر چارہ ہو نہ کسی طرح بے سودی روپیہ ملنے کا یارا، ورنہ ہرگز جائز نہ ہوگا جیسے لوگوں میں رائج ہے کہ اولاد کی شادی کرنی چاہی سو روپے پاس ہیں، ہزار روپے لگانے کو جی چاہا، نو سودی نکلوائے، یا مکان رہنے کو موجود ہے، دل پکے محل کو ہوا، سودی قرض لے کر بنایا یا سود و سود کی تجارت کرتے ہیں، قوت اہل عیال بقدر کفایت ملتا ہے، نفس نے بڑا سوداگر بننا چاہا پانچ چھ سو سودی نکلوا کر لگا دیے یا گھر میں زیور وغیرہ موجود ہے جسے بیچ کر روپیہ حاصل کر سکتے ہیں نہ بیچا بلکہ سودی قرض لیا، وعلی ھٰذا القیاس، صدہا صورتیں ایسی ہیں کہ یہ ضرورتیں نہیں تو ان میں حکم جواز نہیں ہو سکتا اگرچہ لوگ اپنے زعم میں ضرورت سمجھیں۔ (ج۷،ص۸۲،رضا اکیڈمی)

ہدایہ اخیرین میں ہے: الکتاب کالخطاب وکذا الارسال حتی اعتبار مجلس بلوغ الکتاب واداء الرسالة. (ص۲)

حاشیہ شلبی میں ہے: ان قول الرسول کقول المرسل وکذالك الکتاب من الغائب کالخطاب من الحاضر سواء کان الرسول عدلا او غیر عدل. (ج۵،ص۲۱۱، علی تبیین الحقائق)

شرح وقایہ میں ہے: فان الواحد یتولی طرفی النکاح بخلاف البیع فانه اذا قال بعنی هٰذا الشی فقال بعت لا ینعقد البیع الا ان یقول الآخر اشتریت فان الواحد لا یتولی طرفی البیع، وذالك لان حقوق العقد ترجع الی العاقد فی باب البیع واما فی النکاح فحقوقه ترجع الی الزوج والزوجة لا الی العاقد. (ج۲،ص۹)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

جو نیلام باجازت مالک ہو مطلقاً جائز ہے یا بعد بیع مالک اجازت دے دے مثلاً سو روپے قرض تھے ایک سو دس میں نیلام ہوا، دس کہ زائد تھے مالک کو دیے گئے، اس نے قبول کر لیے تو اب یہ جائز ہو گیا اگرچہ ابتداءً ناجائز تھا۔ فان الاجازة اللاحقة کالوکالة السابقة. اور جہاں یہ دونوں صورتیں نہ ہوں وہ عقد فضول ہے اجازت مالک پر موقوف رہے گا، اگر جائز کر دے جائز ہو جائے گا، رد کر دے باطل ہو جائے گا اور جب تک اجازت نہ دے اس شیء میں مشتری کو تصرف حلال نہ ہوگا۔ فان العقد الموقوف لا یفید الحل، کما نص علیه فی رد المحتار وغیره. پھر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس عقد کے ہوتے وقت کوئی ایسا شخص قائم ہو جسے شرعاً اس کی اجازت کا اختیار ہے ورنہ سرے سے باطل ہوگا، مثلاً نابالغ کا مال نصف قیمت کو نیلام کیا گیا کہ اسے تمام دنیا میں اجازت دینے والا کوئی نہیں تو ایسا عقد موقوف نہ رہے گا، ابتداء باطل و مردود ہوگا۔ فان تصرف الفضولی حیث لا مجیز باطل اصلا کما نص علیه فی الدر وغیره والله سبحانه تعالیٰ اعلم. (ج۷،ص۱۳،رضا اکیڈمی)

ماضی قریب کے عظیم و نامور محدث و فقیہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

والفقه فی ذالك ان بیع من یزید الصادر من حکام الزمان لیس بیع المالك وهو ظاهر ولا باذنه فانهم لا یسئلونه ولا یسترضونه بل ربما باعوا ما یساوی الفا بمأة او اقل، ولا باذن الشرع المطهر کما لا یخفی علی من له ادنا مسکة، فلا یسوغ تفریعه علی قول الصاحبین فی بیع القضاة مال المدیون کرها علیه ان بی، ولا بیع المکره حتی یجعل فاسدا لان المالك لا یتولی الایجاب بل ربما مالا یشهد العقد وانما هم یبیعون بانفسهم جبراً علیه فاذن لیس الا کبیع الغاصب ینعقد موقوفا علی اجازة المالك فان اجاز جاز والا بطل، فی الدر المختار وقف بیع الغاصب علی اجازة المالك واذا کان الامر کذالك فلم یثبت الملك فی المبیع لهندة المشتریة من الحکام فبیعها من خالد ایضاً بیع الفضول لعدم الملك واذن المالك فیتوقف ایضا علی اجازته... فی الحاشیة الشامیة عن جامع الفصولین عن المبسوط، لو باعه المشتری من غاصب ثم وثم حتی تداولته الا یدی فاجاز مالکه عقدا من العقود جاز ذالك العقد خاصة لتوقف کلها علی الاجازة فاذا اجاز عقدا منها جاز ذالك خاصة. اھ (ج۷، ص۱۲)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

مجرد قبالہ کوئی حجت شرعیہ نہیں، نہ صرف اس کی بنا پر کچھ حکم ہو سکتا ہے، نہ کوئی اپنا استحقاق ثابت کر سکتا ہے، فتاویٰ قاضی خاں واشباہ ونظائر وفتاویٰ خیریہ وعقود الدریہ وغیرہا میں ہے: واللفظ للرمل اما الثبوت بمجرد اظهار الحجة بلا بینة شرعیة فلا قائل به من ائمة الحنفیة المعتمد علی قولهم لان الخط رسم مجرد خارج عن حجج الشرعی الثلاثه التی هی البینة والاقرار والنکول وهذا لا توقف فیه لاحد. (ج۷، ص۳۳۱، رضا اکیڈمی)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

یہ بیع نیلام جو بلا اجازت زید واقع ہوئی غیر مالک کی بیع تھی جسے شرع میں بیع فضولی کہتے ہیں اور وہ اجازت مالک پر موقوف رہتی ہے، فی فتاویٰ الامام قاضی خاں، اذا باع الرجل مال الغیر عندنا یتوقف البیع علی اجازة المالك، اب کہ زید خود ہی ان مکانات پر قابض رہا پھر وہ بلا اجازت انتقال کر گیا بیع باطل ہوگئی، یہاں تک کہ وارثان زید کو بھی اجازت کا اختیار نہیں، فی الهندیة اذا مات المالك لا ینفذ باجازة الوارث. (ج۸، ص۲۶۶، رضا اکیڈمی)

در مختار میں ہے: لو باع باقل منها بغبن فاحش لایجوز اتفاقاً وکذا بیسیر عنده خلافاً لهما. (ج۸، ص۲۵۷، مکتبہ زکریا)

رد المحتار میں ہے: الوکیل بالبیع لا یملك شراء لنفسه لان الواحد لا یکون مشتریا وبائعا. (ج۸، ص۲۵۷، مکتبہ زکریا)

ہدایہ میں ہے: ولیس للمرتهن ان ینتفع بالرهن لا باستخدام ولا بسکنی ولا لبس الا ان یاذن له المالك لان له حق الحبس دون الانتفاع، ولیس له ان یبیع الا بتسلیط من الراهن ولیس له ان یواجر ویعیر لانه لیس له ولایة الانتفاع بنفسه فلا یملك تسلیط غیره علیه فان فعل کان متعدیا ولا یبطل عقد الرهن بالتعدی. (ج۴، ص۵۰۶، کتاب الرہن)

غمز عیون البصائر میں ہے:

یکره للمرتهن الانتفاع بالرهن باذن الراهن، کذا فی اکثر نسخ هذا الکتاب، ووقع فی بعض النسخ فلا اذن للراهن وفی بعضها الا باذن الراهن، والکل صحیح لما فی القنیة عن ابی یوسف رحمه الله، المرتهن سکن الدار المرهونة باذن الراهن یکره واطلق فی الصرف انه لا یکره، والاحتیاط فی الاجتناب عنه، قلت لما فیه من شبهة الربا. (ج۳، ص۲۴۴)

مرتب سوالات: محمد رفیق عالم رضوی
استاذ جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

۹۲/۷۸۶

فیصلہ

نیلام اور اس کے تحت خریدی گئی اشیاء کا شرعی حکم

فیصلہ و تجویز: نیلام اور اس کے تحت خریدی گئی اشیاء کا شرعی حکم

سوال (۱) تجارت کرنے یا اسے فروغ دینے اور معاشی حالت سدھارنے یا اسے بہتر بنانے کے لئے اپنی دوکان و مکان، زمین و پلاٹ وغیرہ پر وقت حاجت یا بلا حاجت نفع دینے کی شرط پر قرض لینا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب: باتفاق رائے طے ہوا کہ بوقت حاجت شدیدہ سودی قرض لینا جائز ہے اور محض تجارت کو فروغ دینے اور معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے بینکوں سے قرض لینا اس شرط پر جائز ہے کہ لینے والے کو ظن غالب ہو کہ بینک کو انٹریسٹ (Interest) کے نام پر دی جانے والی رقم سے کہیں زیادہ نفع کمالیگا۔ یونہی اگر ظن غالب ہو کہ تجارت کے لئے بینک سے قرض نہ لینے کی صورت میں کسی طور پر قانونی دشواری میں پڑ سکتا ہے اور ایسی صورت میں اسے خطیر رقم دینی پڑیگی تو بھی بینک سے قرض لینے کی اجازت ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "ان مرادهم من حل الربا والقمار ما اذا حصلت الزيادة للمسلم نظراً الى العلة" [ج۴، ص۱۸۸]

فتح القدیر میں ہے: "فالظاهر ان الاباحة تفيد نيل المسلم الزيادة وقد التزم الاصحاب فى الدرس ان مرادهم من حل الربا والقمار ما اذا حصلت الزيادة للمسلم" [ج۷، ص۳۳۹] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال (۲) کیا نیلام شرعاً بیع ہے؟ اگر وہ بیع ہے تو وہ بیع موقوف ہے یا فاسد یا بیع بالجبر؟ جو بھی ہو، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: بینک کے بعض عملہ سے معلوم ہوا کہ لون پاس ہونے سے پہلے ایک فارم پر لون لینے والے کو دستخط کرنا ہوتا ہے جس میں وہ بینک کو اجازت دیتا ہے کہ عدم ادائیگی کی صورت میں بینک اپنا قرض ان جائیدادوں کو بیچ کر حاصل کرلے جن کے کاغذات بینک میں جمع ہیں۔ اس تفصیل کی روشنی میں اجازت سابقہ کی بنیاد پر نیلام بیع صحیح و نافذ ہے اور جہاں پہلے سے اجازت نہ ہو وہاں بیع اجازت مالک پر موقوف ہے اور جہاں کوئی اجازت دینے والا نہ ہو، اس صورت میں نیلام بیع باطل ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "جو نیلام باجازت مالک ہے، مطلقاً جائز ہے یا بعد بیع مالک اجازت دیدے مثلاً ۱۰۰ /سو روپے قرض تھے، ۱۱۰/ایک سو دس میں نیلام ہوا، ۱۰/دس کہ زائد تھے، مالک کو دیے گئے، اس نے قبول کرلیے تو اب یہ جائز ہو گیا اگرچہ ابتدائی ناجائز تھا، فان الاجازة اللاحقة كالوكالة السابقة۔ اور جہاں یہ دونوں صورتیں نہ ہوں، وہ عقد فضول ہے اور اجازت مالک پر موقوف رہیگا۔ اگر جائز کردے، جائز ہو جائیگا، رد کردے، باطل ہو جائیگا اور جب تک اجازت نہ دے، اس شئ میں مشتری کو تصرف حلال نہ ہوگا۔ فان العقد الموقوف لا يفيد الحل، كما نص عليه فى رد المحتار وغيره۔ پھر یہ بھی اس صورت میں ہے کہ اس عقد کے ہوتے وقت کوئی ایسا شخص قائم ہو جسے شرعاً اس کی اجازت کا اختیار ہے ورنہ سرے سے باطل ہوگا۔ مثلاً نابالغ کا مال نصف قیمت کو نیلام کیا گیا کہ اسے تمام دنیا میں اجازت دینے والا کوئی نہیں تو ایسا عقل موقوف نہ رہیگا، ابتداءً باطل و مردود ہوگا۔ فان تصرف الفضولى حيث لا مجيز باطل اصلاً كما نص عليه فى الدر وغيره. واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم"۔ [ج۷، ص۱۳، رضا اکیڈمی]

بہار شریعت میں ہے:"عقد رہن میں بیع مرہون کی وکالت شرط تھی کہ مرتہن یافلاں شخص اس چیز کو بیع کردیگا، اس وکیل کو راہن اگر معزول کرنا چاہے، نہیں کرسکتا یعنی معزول کرے تو بھی معزول نہیں ہو گا اور یہ وکالت ایسی ہے کہ نہ راہن کے مرنے سے ختم ہو نہ مرتہن کے مرنے سے اور اس وکیل کے لئے یہ ضروری نہیں کہ راہن یا مرتہن کی موجودگی میں بیع کرے نہ یہ ضروری کہ وہ مرگئے ہوں تو ان کے ورثہ کی موجودگی میں بیع کرے"۔[حصہ ۱۷، ص ۶۱، بحوالہ ہدایہ]

ہدایہ اخیرین میں ہے:"واذا وکل الراھن المرتھن او العدل او غیرھما ببیع الرھن عند حلول الدین فالوکالۃ جائزۃ لانہ توکیل ببیع مالہ وان شرطت فی عقد الرھن فلیس للراھن ان یعزل الوکیل وان عزلہ لم ینعزل لانھا لما شرطت فی ضمن عقد الرھن صار وصفا من اوصافہ وحقا من حقوقہ الا تری انہ لزیادۃ الوثیقۃ فیلزم بلزوم اصلہ ولانہ تعلق بہ حق المرتھن وفی العزل اتواء حقہ وصار کالوکیل بالخصومۃ بطلب المدعیٰ"[ص ۵۲۲، کتاب الرہن]

سوال(۳) نیلام میں خریدی گئی اشیاء کا استعمال اور اُن کی بیع ربیع کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب: جن صورتوں میں بیع صحیح ہے، چاہے اجازت سابقہ کی بنیاد پر یالاحقہ کی بنیاد پر، ان صورتوں میں نیلام میں خریدی گئی اشیاء کا استعمال اور ان کی بیع جائز و درست ہے جیسا کہ جواب نمبر ۲ر میں نقل کی گئی فتاویٰ رضویہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ البتہ بیع موقوف کی صورت میں اگر بیع در بیع ہوگئی ہو تو ایسی صورت میں مالک جس بیع کی اجازت دیگا، وہی بیع صحیح ہوگی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:"جو چیز بے اطلاع مالک بیچی جائے وہ بیع اجازت مالک پر موقوف رہتی ہے، قبل از اجازت اگر ۱۰۰ر سو بیعیں یکے بعد دیگرے ہوں، سب اسی کی اجازت پر موقوف رہیں گی اور قبل اجازت اس میں کوئی اسکا مالک نہ ہوگا، نہ اس کا تصرف جائز ہو، نہ اس کی قربانی ہوسکے...الیٰ ان قال۔ہاں! بعد اطلاع جس بیع کو وہ نافذ کردے، نافذ ہوجائیگی جبکہ بائع و مشتری و مبیع قائم ہوں۔

فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہما میں ہے:"اذا باع الرجل مال الغیر عندنا یتوقف البیع علیٰ اجازۃ المالک ویشترط لصحۃ الاجازۃ قیام العاقدین والمعقود علیہ"[ج ۷، ص ۵۳] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال(۴) نیلام کرنے والا خواہ وہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو، یا کوئی فردِ خاص ہو، کمپنی یا اس کے ذمہ داروں کا وکیل بالبیع ہو سکتا ہے؟ اور کیا اسے اشیاء کی واجبی قیمت سے کم پر نیلام کرنے یا خود ہی اسے خرید لینے کی اجازت ہوگی؟

الجواب: نیلام کرنے والے کے حق میں اگر مالک مال کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً توکیل پائی گئی ہے تو وہ وکیل بالبیع ہوگا ورنہ نہیں۔ اب اگر مالک کی طرف سے وکیل مطلق ہے تو صاحبین علیہما الرحمہ کے نزدیک واجبی قیمت اور معمولی نقصان کے ساتھ بھی فروخت کرسکتا ہے جبکہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک معمولی نقصان کے ساتھ بھی اجازت نہیں۔ اور اگر کوئی قیمت متعین کردی گئی ہے تو اس سے کم پر فروخت کرنا بالاجماع ناجائز ہے۔

در مختار میں ہے:"لو باع باقل منھا بغبن فاحش لا یجوز اتفاقا وکذا بیسیر انہ خلافاً لھما"[در مختار مع رد المحتار، ج ۸، ص ۲۲۷]

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:"والخلاف فی الوکالۃ المطلقۃ اما اذا قال بعہ بمأۃ او بالالف لا یجوز ان ینقص بالاجماع"[ج ۳، ص ۵۸۸]

اور نیلام کرنے والا جب وکیل البیع ہوگا تو اسے خود خریدنا جائز نہیں اگرچہ مؤکل نے اسے خریدنے کی اجازت دے دی ہو۔

بہار شریعت میں ہے:"مؤکل نے ان لوگوں سے بیع کی صریح لفظوں میں اجازت دے دی ہو، جب بھی اپنی ذات یا نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ جس پر دین نہ ہو، بیع کرنا جائز نہیں"[ج ۳، ص ۹۰] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

❊ ❊ ❊